شاہین اختر
اُستاد شعبۂ اُردو ،گورنمنٹ کالج برائے خواتین ،لیہ

حاجی لق لق کی سوانح حیات: ایک تحقیقی مطالعہ

Shaheen Akhtar
Department of Urdu, Government college for Women, Layyah

Auto Biography of Haji Laq Laq: A Research Study

Atta Muhammad Chishti alias Haji Laq Laq was a famous Urdu fakaha columnist and Fakahia poet. His comedian poetry started in 1934. Before this, he was known as Abu-ul-ala chishti and used to write serious essays in general. In 1933 he joined 'Zamindar' and after it joined 'Ehsaan' and there he started writing comedian essays in the name of Haji Laq Laq. In start, some of his essays were published on his this name . Then he inclined to poetry and earned a great fame. He also worked as columnist for 'Shabaz' and 'Magharbi Pakistan' including 'Zamindar' and 'Ehsaan' . In the last days of his life, he wrote the column named 'Fakahat' for 'Zamindar' His books have been published in the names of "Adab-e-Kaseef" "Urdu ki Pehli Kitab" "Adam-ul-Lughat", "Botle" "Parwaz-e-Laq Laq", "Taqdeer-e-Kashmir, "Jinah aur Pakistan", "Haji Laq Laq kay Afsanay" and, "Haider abad Dakkan kay do hero"and Mazameen-e- Laq Laq",and. In this thesis, the biogaghy of this great and famous writer has been Presented in a research mode.

روزِ اوّل سے موت وحیات کا سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ انسان پیدا ہوتے ہیں اور وقتِ معین پر دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ ان کی یاد دلوں میں تازہ رہتی ہے۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کا تصور بھی ذہنوں سے اس طرح محو ہو جاتا ہے کہ گویا وہ ہم میں تھے ہی نہیں۔ لیکن ان میں بعض عظیم ہستیاں جنم لیتی ہیں جن کے کارہائے نمایاں کی وجہ سے انہیں جلد فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ان کی موت کے زخم کو مندمل کرنے کے لیے وقت کو بھی ایک عرصہ درکار ہوتا ہے۔ یہی وہ عظیم لوگ ہیں جن کے زرّیں کارنامے انہیں بقائے دوام عطا کرتے ہیں۔ ان عظیم شخصیات میں علماء، صلحاء، فنکار، ادیب اور دانشور جو ملک وقوم کے لیے اپنی

زندگیاں وقف کر دیتے ہیں، ایسی ہی عظیم شخصیات کو غالبؔ خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

ع ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

ضلع لاہور کی تحصیل قصور کے قصبہ (پٹی) Patte کے ایک معروف ظرافت نگار اور اہل قلم عطا محمد چشتی المعروف حاجی لق لق بھی انہی دانشوروں میں سے ایک ہیں، جنھوں نے ملک وقوم کے لیے، بہت سا علمی وادبی سرمایہ چھوڑا۔

کسی بھی ملک یا قوم میں کچھ ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے ملک وملت کے لیے باعثِ فخر ہوتے ہیں۔ حاجی لق لق بھی ان مایہ ناز اکابرین میں سے ایک تھے جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔ ان کا نام اور ان کا کام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ انھوں نے اپنی انتھک اور بے لوث علمی وادبی خدمات سے اپنی زندگی ہی میں وہ شہرت پائی جس پر لوگ رشک کرتے ہیں۔ میرؔ بھی ایسے ہی عظیم لوگوں کے لیے کہتے ہیں۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انساں نکلتے ہیں

حاجی لق لق کی پیدائش، ابتدائی تعلیم اور ملازمت!

حاجی لق لق ضلع لاہور کی تحصیل قصور کے قصبہ Patte میں ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعارف کراتے ہوئے شفیق جالندھری نے لکھا ہے:

> ''اصل نام عطا محمد ہے۔ جوانی میں بابو عطا محمد چشتی کے نام سے معروف ہوئے۔ پھر ابوالعلائے چشتی کا قلمی نام اختیار کیا۔ پھر حاجی لق لق ہو گئے۔''(۱)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عطا محمد تو ان کا اصل نام تھا پھر وہ لق لق کے نام سے کیوں مشہور ہوئے۔ اس سلسلہ میں پاکستان ٹائم میں ۱۷ اپریل ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں لق لق کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے حاجی لق لق کے بیٹے عبدالرشید بدر چشتی نے لکھا۔

"Laq Laq is the name of an Arab migratry bird which migrates to Saudi Arabia during the Haj season (2) .

لق لق کے بیٹے عبدالرشید بدر چشتی کی وضاحت کے مطابق ''لق لق'' ایک ایسا پرندہ ہے جو حج کے دوران میں سعودی عرب کی طرف ہجرت کرتا ہے۔ حاجی صاحب کو یہ پرندہ پسند تھا۔ لہٰذا چشتی نے اپنے اصل نام ابوالعلاء عطا محمد چشتی کی بجائے لق لق لکھنا پسند کیا اور پھر اسی نام (لق لق) سے معروف ہوئے۔ جب کہ ''لق لق'' کی وضاحت کرتے ہوئے شبلی۔ ایم۔ کام لکھتے ہیں:

> ''لق لق دراصل ایک سیلانی پرندے کا نام ہے جو عراق میں پایا جاتا ہے اور مسجدوں کے گنبدوں پر بسیرا کرتا ہے۔ ابوالعلاء چشتی کو اس پرندے کی عادات وخصائل اس درجہ پسند تھیں کہ انھوں نے اپنا قلمی نام بھی یہی رکھ لیا۔ اردو صحافت میں چونکہ یہ نام انوکھا اور دلچسپ تھا اس لیے بہت جلد زبان زدِ خلائق ہو گیا۔''(۳)

حاجی لق لق اپنے قلمی نام ''لق لق'' کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعض حضرات خطوں کے ذریعے میرے قلمی نام''لق لق'' کی وجہ تسمیہ پوچھا کرتے ہیں اس لیے میں بازیابی چاہتا ہوں کہ اپنے''اسم گرامی'' یا یوں کہیے کہ اسم''طیوری'' کی تشریح کردوں میں تقریباً پانچ (۵) سال تک عراق میں رہا ہوں۔وہاں لم ڈھینگ قسم کا ایک پرندہ ہوتا ہے جسے حاجی لق لق کہتے ہیں۔حاجی اس لیے کہ ایک خاص موسم میں یہ ہجرت کر کے کہیں دوسرے ملکوں میں چلا جاتا ہے۔اور کچھ عرصہ کے بعد پھر واپس آ جاتا ہے عراق والوں کا خیال ہے کہ حج کرنے کے لیے جایا کرتا ہے۔میری ٹانگیں ذرا لمبی ہیں اور حاجی لق لق پرندے کی ٹانگیں بھی طویل ہوتی ہیں۔اس لیے میرے عرب دوست اس رعایت سے حاجی لق لق کہا کرتے تھے۔جب میں نے ہندوستان آ کر دنیائے صحافت میں قدم رکھا تو مجھے ظریفانہ رنگ میں لکھنے کا خیال بھی آیا۔اس کے ساتھ یہ فکر ہوئی کہ اس رنگ میں لکھنے کے لیے کوئی قلمی نام بھی ہونا چاہیے مجھے فوراً اس نام کا خیال آیا جس سے میرے عرب دوست مجھے یاد کرتے تھے یعنی حاجی لق لق۔''(۴)

المختصر لق لق ایک پرندہ ہے جس کے اوصاف لق لق کو پسند تھے اور انھوں نے اسے اپنا قلمی نام رکھ لیا۔

ابتدائی تعلیم:

حاجی لق لق نے ابتدائی تعلیم پٹی سے حاصل کی اور پھر لاہور آ گئے اور باقی تعلیم لاہور میں مکمل کی۔لق لق کی تعلیم سے متعلق خلیل الرحمن لکھتے ہیں :

" After receiving initial Schooling at Patti,Haji Laq Laq moved to Lahore where he continued his education and started living in Mohallah Maddar in Mazang" (5)

شبلی ایم کام لق لق کی ابتدائی تعلیم وسروس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس زمانہ میں چونکہ قصور میں اعلیٰ تعلیم کا بندوبست نہ تھا۔اس لیے مڈل پاس کرتے ہی آپ فوج میں بھرتی ہو گئے۔''(۶)

شبلی ایم کام نے جو حاجی لق لق کی تعلیم سے متعلق وضاحت کی وہ غلط ہے۔حاجی لق لق کی تعلیم انٹرنس تھی۔جس کی تصدیق لق لق کی اپنی تحریر سے ہوتی ہے۔اپنی کتاب''درانتی اور دوسرے مضامین''میں لکھتے ہیں۔

''جرمنی والے کی بڑی لڑائی کے ابتدائی ایام کا ذکر ہے کہ جب ہم انٹرنس فیل ہونے میں دوسری دفعہ کامیاب ہوئے تو خدا بہشت نصیب کرے ہمارے والد بزرگوار کو فرمانے لگے یہ تمہارے بس کا روگ نہیں بھلا ہم زمینداروں کو انگریزی سکولوں سے کیا واسطہ؟اور یہ بھی تمہاری والدہ کی ضد تھی کہ وہ تمہیں ٹکٹ کلکٹر بنانا چاہتی تھی۔ورنہ میں تو شروع ہی سے انگریزی تعلیم کو مسلمانوں کے لیے اور خصوصاً زمینداروں کے لیے حرام سمجھتا ہوں۔''(۷)

اسی مضمون''درانتی''میں لکھتے ہیں:

''شام کے وقت ہم لاہور اسٹیشن کے باہر والے میدان میں پہنچے۔وہاں سب سے پہلے جس شخص نے ہمارے

ساتھ گفتگو کی وہ ایک فوجی جوان تھا اور اس کے ہاتھ میں قد ناپنے کی ایک لاٹھی تھی۔ہم نے جب اسے بتایا کہ ہم بھرتی ہونا چاہتے ہیں اور ہم انٹرنس تک پڑھے ہوئے ہیں تو ان کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔اس نے کہا موج ہو گئی۔ جوان بابو ہو جائیں گا۔بابو'(۸)

لق لق کی تحریر سے یہ بات واضح ہو گئی کہ لق لق کی تعلیم مڈل نہیں بلکہ انٹرنس تھی۔انٹرنس کے بعد حاجی لق لق نے اپنی سروس کا آغاز کیا۔حاجی لق لق کی ابتدائی سروس کے بارے میں خلیل الرحمٰن نے لکھا۔

"His first job in Lahore was in the Police department. Once a British S.P. came on an inspection tour. Haji Laq Laq who had a good command over English, Arabic, Persion and Urdu languages, impressed him a great deal with his excellent pronunciation and linguistic proficiency. He told his british boss that he was also a good poet. The S.P. went away highly impressed, but soon issued order of his dismissal on the ground that there was no room for a poet in the policeforce." (9)

پھر عطا محمد چشتی نے امرتسر کے چونگی خانہ میں کلرک کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔لیکن وہاں سے انہیں پندرہ روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔اس سے ان کی اپنی گزر اوقات بمشکل ہوتی تھی۔بلکہ اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے انہیں مزید رقم گھر سے منگوانا پڑتی تھی۔لہذا اس سروس سے دست برداری اختیار کی۔پھر نائب تحصیلدار بھی ہوئے۔لیکن وہاں سے لق لق کو برخاست کر دیا گیا۔اسی عرصہ میں پہلی جنگ عظیم کا خاتمہ ہوا اور ۱۹۱۴ء میں لق لق بطور کلرک فوج میں بھرتی ہو گئے۔فوج میں اپنی سروس کے آغاز کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''کچھ عرصہ کے ہم سچ مچ فوجی بابو تھے۔ہمارے عہدے کا نام''انٹر پریٹر''یعنی مترجم تھا۔ہم فوجی جہاز پر سوار تھے اور اپنی فوج کے ہمراہ فرانس جا رہے تھے۔''(۱۰)

۱۹۲۴ء میں وہ ہیڈ کلرک تھے اور ۱۹۳۱ء کے اوائل میں انھیں کیپٹن کے عہدے پر ترقی دے دی گئی اور پھر ریٹائرڈ ہو گئے۔

سیر و سیاحت:

حاجی لق لق تقریباً پندرہ برس فوجی پیشہ سے منسلک رہے۔اس پندرہ سالہ ملازمت کے دوران میں انہیں مختلف ممالک میں سیر و سیاحت کا موقع ملا۔خلیل الرحمٰن ''پاکستان ٹائمز''میں لکھتے ہیں۔

" In December, 1919 Haji Laq Laq got enlisted in th Army as clerk and was sent out to the Middle East where he remained posted in different countries, his last appointment being in Baghdad, where he contracted a Second marriage with an Arab woman. When his family back home learnt that he had remarried, his mother Fazal Bibi and younger brother Moulana Abdullah Al-Asari went all the way to Baghdad and forced him to divorce his second wife and brought him back

in 1930" (11)

لق لق کی سیاحت کا بیان ہمیں ان کے مختلف مضامین میں بھی ملتا ہے۔اپنے مضمون ’’درانتی‘‘ میں لکھتے ہیں :

’’بائیسویں روز ہم مارسیلز کی بندرگاہ پر جہاز سے اترے تو بقول اڈ جوٹنٹ صاحب ہم فی الحقیقت کھوبصورت اور بہٹ اچھا صفائی والا تھے۔‘‘(۱۲)

’’درانتی پھر درانتی‘‘ میں فرانس میں قیام کے بارے میں لکھتے ہیں۔

’’ہمیں فرانس میں رہتے ہوئے تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر گیا تھا۔جس فوج کے ساتھ ہم ہندوستان سے آئے تھے اس کا زیادہ حصہ ’’جرمن والے‘‘ کی توپ بازی،بندوق بازی،مشین گن بازی،بم بازی،گیس بازی اور کئی بازیوں کی نذر ہو چکا تھا۔‘‘(۱۳)

لق لق کا پیرس کے قیام کا ذکر ان کے مضمون ’’درانتی ڈانس‘‘ میں ملتا ہے۔

’’ہماری درانتی کو جو سب سے زیادہ اعزاز ملا وہ یہ تھا کہ پیرس کی مشہور رقاصہ پتریکا نے اسٹیج پر ہماری درانتی ہاتھ میں لے کر ’’درانتی ڈانس‘‘ کیا اور اسی ہفتے اس ڈانس کی تصویر پیرس کے مصور اخبار ’’لاپریزین‘‘ میں شائع ہوئی۔(۱۴)‘‘

اسی طرح انگلستان کی سیاحت سے متعلق لکھتے ہیں۔

’’اور انگلستان پہنچ کر سب سے پہلے ایڈمرلٹی (امارت بحریہ) نے ہماری ٹی پارٹی کی۔یہ جنگی جہازوں کا بڑا دفتر ہے۔‘‘(۱۵)

عراق اور بغداد کی سیاحت کا ذکر بھی ملتا ہے۔

’’ہندوستانیوں کے لیے عراق میں شادی کرنا فیشن میں داخل ہو گیا تھا۔آدمی کنوارا ہو یا رنڈوا یا شادی شدہ پہلی بیوی ہندوستان میں زندہ ہو یا مارے فاقوں کے قریب المرگ،بچے یتیم خانہ میں ہوں یا ہسپتال میں ہر صورت عراقی عورت سے شادی ضرور ہونا چاہیے۔‘‘(۱۶)

مذکور بالا اقتباسات کی روشنی میں پتا چلتا ہے کہ حاجی لق لق کو دوران ملازمت سیر وسیاحت کے متعدد مواقع ملے جن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انھوں نے مختلف مقامات کی سیر کی،ان مقامات کی تہذیب ومعاشرت کو ایک تخلیق کار کی نظر سے دیکھا اور اس کے احوال کو اپنے فکاہات میں بیشتر مقامات پر بیان کیا۔

صحافتی زندگی کا آغاز:

حاجی لق لق کی صحافتی زندگی کا آغاز ۱۹۳۲ء سے ہوتا ہے۔ان کی صحافتی زندگی کے آغاز سے متعلق شفیق جالندھری لکھتے ہیں۔

’’۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم کے دوران میں فوج میں کلرک بھرتی ہو کر مشرق وسطیٰ میں چلے گئے۔پندرہ سولہ برس فوج کی ملازمت میں ملک سے باہر رہے۔شعر وادب کا ذوق تھا۔واپس آئے تو ادارہ ’’زمیندار‘‘ سے منسلک ہو گئے۔ابتداء میں ابوالعلا چشتی کا قلمی نام اختیار کیا۔پھر حاجی لق لق ہو گئے۔ایک روایت کے مطابق انھوں نے اپنی صحافت

کا آغاز ۱۹۳۲ء میں مولانا عبدالمجید سالک کے رسالہ ''فانوس خیال'' سے کیا۔ ان کا قلم روزنامہ ''شہباز'' روزنامہ ''انقلاب'' روزنامہ ''مغربی پاکستان'' روزنامہ ''نوائے وقت'' روزنامہ ''احسان'' اور ''ناقوس'' میں بھی جولانیِ طبع کے رنگ دکھاتا رہا۔ ''لقلقہ'' کے نام سے ایک ہفت روزہ بھی جاری کیا۔ جو زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکا۔ ''زمیندار'' کے علاوہ آپ ''نوائے پاکستان''، ''احسان''، ''شہباز'' اور ''مغربی پاکستان'' میں بھی کالم نویسی کرتے رہے زندگی کے آخری ایام میں ''زمیندار'' میں ''فکاہات'' کا کالم لکھ رہے تھے۔ ادب کثیف، اردو کی پہلی کتاب، آدم اللغات، بوتل، پروازِ لق لق، تقدیر کشمیر، جناح اور پاکستان، حاجی لق لق کے افسانے، حیدرآباد دکن کے دو ہیرو، درانتی، رفتارِ پاکستان، مضامین لق لق اور عالمی معلومات کے نام سے ان کی کتب شائع ہو چکی ہیں۔''(۱۷)

ایک طرف حاجی لق لق سے فکاہیہ کالم نگاری شروع کی تو دوسری طرف انھوں نے ظریفانہ شاعری کا آغاز بھی کیا۔ دیباچہ ''لقلقہ'' میں سند باد جہازی لکھتے ہیں۔

''حاجی لق لق کی مزاحیہ شاعری کا آغاز ۱۹۳۴ء سے ہوتا ہے۔ اس سے پہلے وہ ابوالعلاء چشتی کے نام سے روشناس تھے اور عام طور پر سنجیدہ مضامین لکھا کرتے تھے۔ ۱۹۳۳ء میں وہ ''زمیندار'' کے ادارہ تحریر میں منسلک ہوئے پھر ہمارے ساتھ ''احسان'' میں چلے گئے۔ اور حاجی لق لق کے نام سے مزاحیہ مضمون لکھنے شروع کر دیئے۔ ابتداء میں اس نام سے ان کے چند مضامین نثر میں شائع ہوئے ہیں پھر وہ شاعری کی طرف جھکے اور مزاحیہ شاعری میں ایسا نام پیدا کیا کہ آج پڑھے لکھے لوگوں میں بہت کم ایسے ہوں گے جو ان کے نام سے ناآشنا ہوں۔''(۱۸)

نوائے وقت میں حاجی لق لق پر قلم اٹھاتے ہوئے شبلی ایم کام لکھتے ہیں۔

''مولانا ظفر علی خان کی طبیعت نے حاجی لق لق کے ذہن کو جلا دی۔ اور آپ نے بہت جلد اردو کے صحافیوں، شاعروں اور ادیبوں میں ایک ممتاز مقام حاصل کر لیا۔ مولانا ظفر علی خان کو آپ کا مزاحی طرزِ تحریر اتنا پسند آیا کہ ''زمیندار'' کا مزاحی کالم مستقل طور پر ان کے سپرد کر دیا گیا۔ ابوالعلاء چشتی نے یہ کالم حاجی لق لق کے نام سے لکھنا شروع کیا جو عوام میں اتنا مقبول ہوا کہ رفتہ رفتہ ''فکاہات'' اور حاجی لق لق لازم و ملزوم ہو گئے۔''(۱۹)

وفات:

عمر کے آخری ایّام میں حاجی لق لق کی صحت جہاں جواب دے گئی تھی وہاں مالی پریشانیاں بھی ان کا مقدر ٹھہریں۔ جون ۱۹۴۰ء کے تقریباً وسط میں حاجی لق لق بیمار ہوئے اور آہستہ آہستہ ان کی بیماری شدت اختیار کرتی گئی۔ اور بالآخر جان لیوا ثابت ہوئی۔ جون ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۱ء تک حکومت پاکستان نے آپ کو ایک سو روپیہ ماہوار کے حساب سے وظیفہ دیا۔

بیماری کے ایّام میں رائٹر گلڈ کی جانب سے آپ کو امداد کے طور پر پانچ سو روپے کی رقم دی گئی اور اس ادارہ کی جانب سے مرحوم کی تجہیز و تکفین کے لیے ورثاء کو دو سو روپے بھی دیئے گئے۔

عمر کے آخری حصہ میں حاجی لق لق انتہائی مالی پریشانیوں کا شکار ہوئے۔ اس سلسلہ میں ۲۸ فروری ۲۰۰۱ء کو اردو ادب کے نامور افسانہ نگار شاعر اور نقاد احمد ندیم قاسمی نے راقم کے نام اپنے خط میں لکھا۔

''......جب روزنامہ ''زمیندار'' بند ہوا تو حاجی صاحب پر نہایت برا وقت آیا۔ایک روز میرے گھر کی گھنٹی بجی اور میں نے دورا کھولا تو حاجی صاحب کو دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی۔ میں نے انہیں بیٹھک میں بٹھایا اور تشریف لانے کا سبب پوچھا تو وہ پھوٹ پھوٹ کررونے لگے۔ بڑی مشکل سے یہ الفاظ ان کی زبان سے نکلے کہ ان کے ہاں آٹے تک کے لیے پیسے نہیں ہیں۔اس زمانے میں میں روزنامہ ''امروز'' کا ایڈیٹر تھا۔ چنانچہ میرے پاس کچھ رقم موجود تھی جو میں نے پیش کردی اور وہ اسی طرح آبدیدہ حالت میں تشریف لے گئے۔ چند روز کے بعد وہ پھر اسی حالت میں تشریف لائے اور میں نے ان کی خدمت کردی۔ وہ میرے بے حد ممنون تھے اور کہتے تھے میں نے عمر بھرتم لوگوں کے خلاف لکھا۔مگر میری آخری ضرورتیں بھی تم ہی نے پوری کیں۔افسوس کہ چند روز کے بعد ان کا انتقال ہوگیا اور مجھے ان کی موت کے دکھ کے علاوہ اس وجہ سے بھی دکھی رہنا پڑا کہ ہمارے اس دور میں اتنی اہم شخصیات گمنامی میں رخصت ہوجاتی ہیں اور ان کی خدمات کو پرُ کاہ کی حیثیت بھی نہیں دی جاتی۔''(۲۰)

اردو ادب کے نامور، ادیب کی یہ رائے بالکل درست ہے کہ زمانہ ہمیشہ ایسے بڑے لوگوں کو ناقدری کا احساس دلاتا ہے جن شخصیات کی خدمات تاریخ عالم کے اوراق میں سنہری حروف میں چمکتی ہیں۔اپنی عملی زندگی میں وہ کوڑی کوڑی کو محتاج ہوتے ہیں۔اس سلسلہ میں شورش کاشمیریؔ، حاجی لق لقؔ کی کسمپرسی بیان کرتے ہوئے یوں راقم طراز ہیں۔

''لق لقؔ کا گھر کہاں ہے؟ موت کی خبر سن کر راقم التحریر اور حمید نظامی ڈھونڈتے پھرے۔ بڑی مشکل سے پتہ چلا کہ مصری شاہ کے آخری حصہ میں رہتے ہیں۔پہنچ کر دیکھا تو بول وبراز کی ڈھیریوں کے ایک طرف ان کا مکان تھا۔حمید نظامی اہل قلم کے جنازے میں دوست ہو یا دشمن ضرور شریک ہوتے تھے۔لق لقؔ کے مکان پر پہنچے تو بول وبراز سے دماغ پھٹا جارہا تھا۔الٹے پاؤں واپس آگئے۔آس پاس کسی کو خبر تک نہ تھی۔کہ یہاں کوئی لق لقؔ رہتا تھا اور آج مرگیا ہے۔نہ کوئی نالہ ماتمی اٹھ رہا تھا۔ایک صاحب اندر سے نکلے علیک سلیک ہوئی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مرحوم کے بھائی عبداللہ اثری کفنانے دفنانے کی فکر میں بازار گئے ہیں۔بعض عزیزوں کے باہر سے آنے کا امکان ہے۔پانچ بجے شام جنازہ اٹھے گا......اگلی صبح اخبارات کے ایک کونے میں خبر چھپی ہوئی تھی کہ حاجی لق لقؔ کو کل چھ بجے شام ''بدھو کے آوا'' میں دفنا دیا گیا۔''(۲۱)

لق لقؔ یقیناً ان نامور شخصیات میں سے ایک تھے۔جنھوں نے نہ صرف ادب کے میدان میں اضافے کیے۔ بلکہ کالم نویسی کے ذریعے عوام کی جو خدمات سرانجام دیں۔وہ انہی کا حصہ تھیں۔ ملک وقوم کی خدمت کی، نام کمایا اور خود کسمپرسی کی حالت میں زندگی تمام کی۔علالت کا طویل دورانیہ گزارنے کے بعد بالآخر وہ دن بھی آگیا۔جب قوم ایک مشہور ومعروف طنز نگار شاعر، ادیب اور کالم نویس سے محروم ہوگئی۔۲۷ستمبر کی شب لق لقؔ موت کی آغوش میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سوگئے۔بعض خبریں ایسی ہوتی ہیں جنھیں سننے کے لیے کان، ماننے کے لیے دل تیار نہیں ہوتے۔تاہم بوجھل دماغ، بھاری دل اور اشک بار آنکھوں سے سننا اور ماننا پڑتا ہے۔حاجی لق لقؔ کی وفات کی خبر بھی ایسی ہی تکلیف دہ، پریشان کن اور دل دہلا دینے والی تھی۔ جب لق لقؔ کی وفات کی خبر عوام تک پہنچی تو کسی کو ان کی وفات کا یقین نہ آتا تھا اور کیفیت قمر جلالوی مرحوم کے اس شعر کی سی تھی۔

دبا کے قبر میں سب چل دیئے دعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہو گیا زمانے کو !

مرنے سے تقریباً آٹھ گھنٹے قبل حاجی لق لق کو خود اپنی موت کا یقین ہو گیا تھا۔ جس کی تصدیق ان کا اپنا یہ شعر کرتا ہے۔

دار فانی سے چل دیا لق لق
لو یہ قصہ بھی آج تمام ہوا

اردو ادب کے اس نابغہ روزگار ظرافت نگار کی وفات پر ملک کے تمام اردو، انگریزی اخبارات ورسائل نے تعزیتی پیغامات شائع کیے ادبی انجمنوں نے تعزیتی پروگرام کیے۔ ملک کی نامور شخصیات نے ان کی وفات پر گہرے رنج اور دُکھ کا اظہار کیا۔

ادبی شخصیات اور اخبارات نے حاجی لق لق کی وفات کو شعر وادب کا گرانقدر نقصان قرار دیا اور کہا کہ اردو ظریفانہ نظم ونثر کا ایک روشن ستارہ بجھ گیا۔ یونیورسٹی پریس کلب لاہور کے زیر اہتمام ایک تعزیتی جلسہ ہوا۔ جس میں لق لق کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہا گیا۔

''حاجی لق لق (مرحوم) نے اپنے مزاحیہ کالم ''پولیٹیکل غزلوں او ہفت روزہ ''لقلقہ'' کے ذریعے اردو صحافت میں رونق اور قوم کے ذہن میں شگفتگی پیدا کی۔ آپ کے انتقال سے اردو صحافت کے مزاح نگاروں کا وہ پہلا دور ختم ہو گیا ہے۔ جس میں طنز اور ظرافت کے علاوہ ادبیت کا عنصر بھی نمایاں تھا۔''(۲۲)

پنجاب مسلم ٹریڈرز فیڈریشن کے آنریری سیکرٹری مسٹر کے۔ ایم۔ کے منیر نے کہا۔

''حاجی صاحب کی موت سے اردو صحافت میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس کا مستقبل قریب میں پُر ہونا ممکن نظر نہیں آتا۔ وہ مزاح کے امام
تھے اور مرتے دم تک اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتے رہے۔''(۲۳)

ادب شناسوں کی شاید ہی کوئی چشم ہوگی جو نم نہ ہوئی ہو۔ کیوں نہ ہوتی؟ لوگوں میں خوشیاں بانٹنے والا غموں کو مسرتوں میں تبدیل کرنے والا آج منوں مٹی تلے دفن ہو گیا۔

حاجی لق لق خوش نوا مغنی تھا۔ جس کی تاروں سے ایسے میٹھے سر پھوٹتے تھے جو پژمردہ دلوں کے کانوں میں رس گھولتے، مردہ دلوں کو تازگی بخشتے تھے۔ حاجی عبدالسلام نے حاجی لق لق کے بارے میں لکھا۔

''حاجی لق لق شاعر تھے۔ لیکن نام پایا تو مزاحیہ کالم نویسی میں۔ یہ مسلمہ بات ہے کہ سالکؔ اور حسرتؔ کے بعد قیام پاکستان سے پہلے اگر کسی نے جاندار مزاحیہ کالم لکھے تو حاجی لق لق تھے۔ انھوں نے مختلف اخباروں میں کام کیا۔ لیکن زیادہ عرصہ زمیندار میں گزارا۔ ان کے مزاح میں ادبی رنگ نمایاں تھا۔ اس چیز کو بعد میں مجید لاہوری نے بھرپور انداز میں اختیار کیا۔ اس کا آغاز حاجی لق لق کے ہاتھوں ہوا۔''(۲۴)

حاجی لق لق کے قارئین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ اس کی بنیادی وجہ حاجی لق لق کا عوامی رنگ مزاح ہے۔ ان کے عوامی رنگ کو ہر شخص نے نہ صرف محسوس کیا بلکہ سراہا بھی۔ روزنامہ ''اقدام'' نے اپنے اداریے میں حاجی لق لق کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا :

''حاجی لق لق اخبار نویس کے علاوہ فکاہی مضامین لکھنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے......علاوہ ازیں وہ بڑے قادر الکلام اور حاضر دماغ شاعر بھی تھے لیکن ان کی شاعری بھی اس فکاہی رنگ کی حامل ہے۔ جو ان کی نثر میں نمایاں ہے۔ انھوں نے جہاں مضمون نگاری میں اپنے موافق طبع نئے نئے عنوانات تراشے، وہاں شاعری بھی ماڈرن اور پولیٹیکل غزل کے عنوانات ان کے تفنن طبع کی ایجاد ہیں۔'' (۲۵)

مخلوق خدا کو ہنسانے والا یہ ظریف عوامی ادیب وشاعر جب ۲۷ ستمبر ۱۹۶۱ء کو راہ عدم کو چلا تو لق لق کے شاگرد اسیر نے قطعہ تاریخ وفات لکھا :

استاد طنز خسروِ اقلیم علم و فن
خوشیوں کو تیری موت نے رنج و الم دیا
حزن و ملالِ مرگ بلا امتیازِ غیر
اک سا دیا سبھی کو کسی کو نہ کم دیا
سونا اسیر ہو گیا مے خانۂ مزاح
اس بزم کو ہے شاعرِ لق لق نے غم دیا
(۲۶)

حاجی لق لق کی موت پر بس اتنا کہا جا سکتا ہے کہ یہ نظام کائنات ہے زندگی کے پیمانے بھرتے ہیں اور چھلک جاتے ہیں۔ کیونکہ قضاوقدر کے خم کدے کا یہی دستور ہے۔ ناخن و چنگالِ تقدیر ہمیشہ خونِ تدبیر سے رنگین رہے ہیں۔ بقول فانی

دیکھ فانی وہ تیری تدبیر کی میّت نہ ہو
جا رہا ہے اک جنازہ دوش پہ تقدیر کے !

حوالہ جات

۱۔ شفیق جالندھری، اردو کالم نویسی، لاہور، علمی کتب خانہ، سن ندارد، ص: ۱۱۶

۲۔ پاکستان ٹائمز لاہور، ۱۷ اپریل، ۱۹۹۰ء

۳۔ نوائے وقت، لاہور، ۲۸ ستمبر، ۱۹۶۱ء

۴۔ حاجی لق لق، منقار لق لق (عرض مصنف) لاہور، میری لائبریری، ۱۹۶۲ء: ص: ۹، ۱۰

۵۔ پاکستان ٹائمز لاہور، ۱۷ اپریل ۱۹۹۰ء

۶۔ نوائے وقت، لاہور، ۲۸ ستمبر ۱۹۶۱ء

۷۔ حاجی لق لق، ''درانتی اور دوسرے مضامین'' لاہور، اردو بک سٹال، طبع دوم، ۱۹۴۵ء ص: ۵

۸۔ حاجی لق لق، ''درانتی اور دوسرے مضامین'' لاہور، اردو بک سٹال، طبع دوم، ۱۹۴۵ء ص: ۵

۹۔ پاکستان ٹائمز، لاہور، ۱۷ اپریل ۱۹۹۰ء

۱۰۔ حاجی لق لق، ''درانتی اور دوسرے مضامین'' لاہور، اردو بک سٹال، طبع دوم، ۱۹۴۵ء ص: ۹

۱۱۔ پاکستان ٹائمز لاہور، ۱۷ اپریل، ۱۹۹۰ء

۱۲۔ حاجی لق لق، ''درانتی اور دوسرے مضامین'' لاہور، اردو بک سٹال، طبع دوم، ۱۹۴۵ء ص: ۱۱

۱۳۔ حاجی لق لق، ''درانتی اور دوسرے مضامین'' لاہور، اردو بک سٹال، طبع دوم، ۱۹۴۵ء ص: ۱۴

۱۴۔ حاجی لق لق، ''درانتی اور دوسرے مضامین'' لاہور، اردو بک سٹال، طبع دوم، ۱۹۴۵ء ص: ۴۸

۱۵۔ حاجی لق لق، ''درانتی اور دوسرے مضامین'' لاہور، اردو بک سٹال، طبع دوم، ۱۹۴۵ء ص: ۴۶

۱۶۔ حاجی لق لق، ''درانتی اور دوسرے مضامین'' لاہور، اردو بک سٹال، طبع دوم، ۱۹۴۵ء ص: ۸۷

۱۷۔ شفیق جالندھری، اردو کالم نویسی، لاہور، علمی کتب خانہ، سن ندارد، ص: ۱۱۶

۱۸۔ سند باد جہازی (دیباچہ) لقلقہ از، حاجی لق لق، لاہور، اردو اکیڈیمی، سن ندارد، ص: ندارد

۱۹۔ نوائے وقت، لاہور ۲۸ ستمبر ۱۹۶۱ء

۲۰۔ احمد ندیم قاسمی کا مکتوب بنام راقم، محررہ ۲۸ فروری ۲۰۰۱ء

۲۱۔ شورش کاشمیری، نورتن، لاہور، چٹان پرنٹنگ پریس، ۱۹۹۰ء ص: ۱۰۸

۲۲۔ نوائے وقت، لاہور، ۲۸ ستمبر ۱۹۶۱ء

۳۲۔ نوائے وقت، لاہور، ۲۸ ستمبر ۱۹۶۱ء

۲۴۔ روزنامہ اقدام، لاہور، ۲۵ ستمبر ۱۹۶۱ء

۲۵۔ روزنامہ اقدام، لاہور، ۲۸ ستمبر ۱۹۶۱ء

۲۶۔ روزنامہ اقدام، لاہور، ۲۸ ستمبر ۱۹۶۱ء